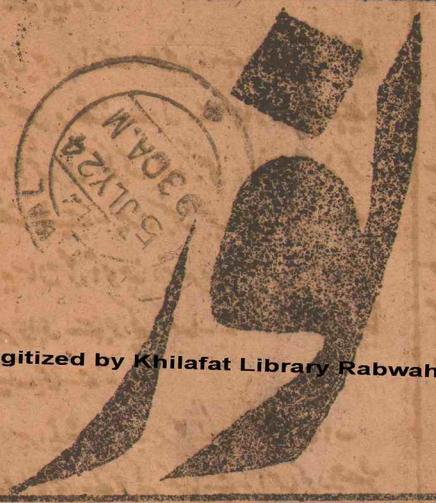


دوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فریضہ بجالانے والا ہے

ضوابط



Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ انتشار: ۱۵ جولائی ۱۹۲۲ء
 محلہ: لاہور
 مکتبہ: مکتبہ اسلامیہ
 مدیر: مولانا محمد رفیع

سالانہ عوام سے
 ماہی
 ۱۵
 شنگ

۱۵ اپریل ۱۹۲۲ء - سابق سورن سنگہ و دوان برہمچاری

تنبیہ

کشتوں نے اپنا فرض ادا کیا۔ ۱۵ جناب محمد اسماعیل صاحب
 شکر باہر ایک خدیوہ ۱۵ جناب محمد اسماعیل صاحب
 پنجاب ہونے پر کس پانچ خدیوہ کی قیمت اپنی گھر۔
 ۱۵ جناب حسن خان صاحب سب سب انیس کٹر لوہے کا خدیوہ۔
 ایک کٹوٹی پی دیں آگیا۔ اور دوسرا بھی ڈاک خانہ کی
 زیر حراست ۱۵ جناب نواب یار جنگ بہادر مولوی اکبر خان
 صاحب برج ہائی کورٹ جید آباد دکن عینہ اعانت نور۔
 ۱۵ جناب سردار نظام الدین خان صاحب سیکرٹریٹ
 ۱۵ خدیوہ۔ دو کے دی پی دھوپ ہو گئے۔ اور ایک بھی تاک
 ڈاک خانہ کی زیر حراست ۱۵ جناب محمد ابوالکاسم صاحب ایف بی
 ۱۵ جناب مولانا غلام حسن صاحب ڈسٹرکٹ انکسپیکٹر مدارس خدیوہ
 جکاوی۔ بی بی صبیحہ سہام میکوڈا صبح کی سیر کے دفتر نور
 میں واپس پہنچ گیا۔ خراج احمد حسن اجڑا۔ پانچ پہلے اور
 چھاب گوبائن سوس سے صرف گیارہ کی رگ حیرت خوش میں
 آئی۔ راتی ۲۸۵ کی طرف یہ فرض ابھی تاک یوں کاتوں قائم
 ہے۔ اردو ستوں کے خیال میں نور تبیہ میں کام کر رہا ہے
 تو دوستوں کا فرض ہے۔ کہ اس آڑے وقت میں اسکی طرف
 دست اعانت دراز کریں۔ بقادر نور کے لئے کم از کم چھپو

خدیوہ کی اشد ضرورت ہے۔ درنور کا جاری رہنا
 بہت مشکل اگر باقی ۲۸۵ دوست بھی اپنے فرض کو سرس کریں
 تو نور کی مشکلات ایک ہفتہ میں ہی حل ہو سکتی ہیں حضرت
 خلیفہ المسیح ثانی فرماتے ہیں۔
 "نور کے مضامین تبلیغ کے لئے بہت ہی مفید ہوتے
 ہیں۔ نور نے سکھوں میں بہت کام کیا۔ نور کے ذریعہ
 سے سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھل گیا۔ اس اخبار کے مطالعہ
 سے سکھوں کے کئی خطوط آئے جو اسلام کے بہت
 قریب ہیں۔ نور کے مضامین پڑھ کر ایک سکھ ایسا اتار
 ہوا کہ اس نے مجھے مذہبی سبک دہی کی اشاعت
 بہت تھوڑی۔ اس طرف خاص توجہ ہونی چاہیے۔"
 اب اس سے بڑھ کر اور کیا سفارش ہو سکتی ہے۔ اگر اب
 بھی تو توجہ نہ کرے۔ تو پھر جیسے تعجب۔ مذہبی پرچے خاص
 طور پر توجہ کو جانتے ہیں۔ ایام جنگ میں جبکہ کاغذ بہت گراں تھا۔
 اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو ڈاکٹر مسیحہ یال امرتسر کی جنگی
 اہلی مالی حالت بھی کوئی ایسی مالی نہیں بتلائی مافی سور و پیدائو
 پر کاش کو دیتے رہے۔ دور کیوں جاؤ خواجہ حسن نظامی
 سور و پیدائو اور ویش کو دے رہے ہیں جب تک رقم
 کسی اخبار کے ایڈیٹر کو مالی مشکلات سے آزاد نہ کر دے۔ اس
 کے لئے بے فکر ہو کر کام کرنا بہت مشکل مار دوست چاہتے ہیں۔

کہ تبلیغی شعبہ میں نور غیر معمولی کام کر سکے۔ تو اس کا ایک ہی علاج
 ہے۔ کہ دوست بھی نور کی توسیع اشاعت کی طرف غیر معمولی
 توجہ دیں۔ میں دیکھوں گا۔ کہ کتنا یہ اشتیاق کہ قدر فرض
 شایع وجود میدان میں آتے ہیں۔
 میرا فرض ہے۔ خدا کے فضل سے کونجی اپنے فرض سے غافل
 نہیں ہوا چند سال ہوئے۔ کہ یہ سماج نے اسلام اہل اچھی
 طریقہ پر رضیہ صیت سے حل کیا۔ اس وقت نور نے جو فائدہ ان سکھ
 جواب دے۔ اس سال کا نور کا فال اس کا بہترین شاہد
 انہیں مضامین کی بنا پر آریہ سماج کے خلاف کئی ایک کتابیں
 لکھی جاسکتی ہیں۔ پر وقیر رام دیو نے اسلام پر کارہی سماج
 لاہور کے سالانہ جلسہ پر اپنے ترجمہ میں چھ پر دست سوال
 کئے۔ خاکسار نور نے اس کا ایسا مسکت جواب دیا۔ کہ خود پر وقیر
 موصوف کو اعتراف کرنا پڑا۔ تین سال ہوئے سکھوں کی
 طرف اسلام پر زبردست حملہ ہوا۔ اسکا جو خاکسار اذیت
 نور نے جواب دیا۔ میری معرکہ الار تصنیف است اوپیش
 اسکی بہترین شاہد ہے۔ کہ اس کتاب کے جواب میں آج تک
 کئی سکھ صاحب کو ایک سطر تک لکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔
 سدا رتاد کے نزدیک جو نے جسے اپنے خاکسار اذیت نور نے آہ نہ صبا
 وہ نہ مذہب کی حقیقت نامی و دوزہ دست میں لکھیں۔ یہ متعلقہ ذہن دار
 سیاست۔ سلم اوٹ نے کھاکا کہ کھلا جھگڑا نہ ہو سکتی تھیں۔ یہ ان کے فانی ہیں۔

ہماتما گاندھی خیر بجانبیں

آریہ سماج کو فوراً اصلاح کرنی چاہئے

سوامی دیانند کی قرآن پاک پر نامقول نکتہ چینی

سوامی شردھانند اور سوامی دیانند کے متعلق ۲۰۲۰
 سنی کے بنگ انڈیا میں ہماتما گاندھی جی لکھتے
 ہیں کہ سوامی شردھانند کی تقریریں عموماً دلاویز اور اشتعال
 انگیز ہوتی ہیں۔ اور حلیہ باز و زور رنج ہیں۔ سوامی دیانند
 نے ہندو مذہب کو تنگ اور محدود بنا دیا ہے۔ میں نے
 ستیا رتھ پر کاش پڑھی ہے۔ جو آریہ سماج کی مقدس کتاب
 ہے۔ جب میں برواہ جیل میں بند تھا۔ تو میرے دوستوں
 نے اس کی تین جلدیں مفت کیجیں۔ میں نے ایسے مصلح
 کی اس قدر باؤس کن تصنیف بھی نہیں دیکھی۔ ان کا
 دعوے ہے۔ کہ وہ صداقت کے حامی ہیں۔ لیکن وہ انستہ
 جین مت۔ اسلام۔ عیسائیت اور ہندو مت کا غلط نقشہ
 پیش کر گئے ہیں۔ جن کو مذہب موسومہ بالا کے متعلق
 سرسری واقفیت بھی حاصل ہو۔ ان کو اس مصلح عظیم کی
 غلطیاں بہت جلد معلوم ہو سکتی ہیں۔ انہوں نے ایک
 ایسے مذہب کو تنگ و محدود کر دیا ہے۔ جو دنیا بھر
 میں آزاد ترس اور فیاض ترس مذہب ہے۔ انہوں نے
 بت شکن ہونے کے باوجود شدید ترس بت پرستی قائم کر دی
 ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ
 ویدوں میں وہ تمام چیزیں موجود ہیں۔ جو سائنس نے
 دریافت کی ہیں۔ میری رائے میں آریہ سماج کی ترقی کا
 راستہ ستیا رتھ پر کاش کی تعلیم نہیں ہے۔ آریہ سماجی
 بہاؤ کہیں بھی ہونگے۔ ان میں زندگی کے آثار تو
 ہونگے۔ لیکن اپنی تنگ خیالی اور تنگ سوئی کے باعث یا
 تو دیگر مذہب کے آدمیوں سے رٹ پڑتے ہیں۔ یا اگر وہ
 نہ ہیں۔ تو ایک دوسرے ہی کے ساتھ ٹپڑتے ہیں۔
 شردھانند جی اس عادت سے کافی طور پر بہرہ یاب ہوئے
 ہیں۔
 ہماتما گاندھی کی اس رائے پر پٹت دیو شرما دوا

آزکار پر فیسر وید گورو کچا گنگوہی ۸ رجون سکھ کاش
 میں لکھتے ہیں۔ کہ

میری یہی پر از تھا دعویٰ ہے۔ کہ میں ہمتا جی
 کے کتھن پر غصے دل سے دھار کرنا چاہیے۔
 اور جوش میں آکر کہانی دیکھی (انجنت نہ کر
 بیٹھنا چاہیے۔ میری سمجھ میں ہمتا جی نے
 آریہ سماج کی آلوچ (تصرہ) میں پریم وشن ویر
 و خیر خواہی سے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالعموم قریباً
 ٹھیک ہی ہے۔
 اسپر ایڈیٹر صاحب پر کاش یہ لکھتے ہیں۔
 یا کہ ہمتا جی نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس کو درجہ
 میں تقیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک آریہ سماجیوں کے
 متعلق دوسرا سوامی دیانند اور آریہ سماج کے متعلق
 ایسے حصہ کے متعلق نینڈ دیو شرما جی کچھ کہیں۔
 ہماری طرف سے انہیں کھلی اجازت ہے۔ لیکن
 دوسرے حصہ کے متعلق ہم ان کی بات نہیں
 مانتے۔ ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ سوامی دیانند اور آریہ
 سماج کے متعلق جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ
 سب بہرہ (دھم) اور استبداد جھوٹا ہے۔
 صرف اسی پر اتفاق نہیں۔ بلکہ ایڈیٹر صاحب کاش
 نے پانے کا مضمون بھی ہمتا گاندھی کی تردید میں
 لکھا ہے۔

اور مذہب کے متعلق سوامی دیانند کی بے جا کتھینی
 اور نا واجب اعتراضات کے متعلق تو ہم بعد میں لکھیں گے
 مگر اس جگہ ہم یہ متنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ سوامی دیانند
 صاحب نے اپنی مشہور تصنیف ستیا رتھ پر کاش میں
 جو کچھ اسلام اور بانئے اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کی ذات والاصفات کے متعلق لکھا ہے۔ وہ قطعی
 غلط ہے۔ اور اس کے غلط اور نا واجب ہونے کی
 بڑی بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ سوامی دیانند صاحب خود
 علم عربی سے ناواقف تھے۔ اور تو اور اردو تک بھی
 نہیں جانتے تھے۔ ان دنوں قرآن پاک کا کوئی نذکی
 ترجمہ بھی موجود نہ تھا۔ آخر نے دے کر سوامی موصوف
 کاشنی سنائی باتوں پر مدد لیا۔ اور سنی سنائی باتوں

پر دنیا دکھائی کرنا یہ تحقیق کی شان سے کو سول دور ہے
 فارسی میں ایک مشہور ضرب المثل ہے۔

شہیدہ کے پورا نند ویدہ
 یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن پاک پر نکتہ چینی میں سوامی موصوف
 نے قدم قدم پر ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اب آریہ سماج جو سولی
 جی کی قائم مقام کہلاتی ہے۔ اس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ
 صداقت کے کھل جانے پر فی الفور اصلاح کر دے۔ ورنہ
 آریہ سماج آنے والی نسلیں کے لئے کوئی عمدہ یادگار نہیں
 چھوڑے گی۔ سوامی دیانند کی نکتہ چینی کا کچھ نمونہ ہم
 درج ذیل کرتے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے ہر ایک ہنر
 اس امر کا بخوبی اندازہ رکھا سکیگا۔ کہ سوامی جی کی نکتہ چینی
 میں کس قدر نفم اور خامیاں موجود ہیں۔

تہمید
 (۱) دنیا میں خیال ہر مذہب ہر رائے کے موافق و مخالف
 ہمیشہ ہوتے رہے۔ اور ہیں۔ محض خلاف سے اس حق باطل
 نہیں ہو سکتا۔ (۲) اسلام و قرآن پاک پر اعتراضات کئے
 جاتے ہیں۔ اس سے ہرگز اسلام کی شان نہیں گھٹ سکتی
 (۳) سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے ستیا رتھ پر کاش کے
 چودھویں باب میں جو اعتراضات کئے ہیں۔ ان کے الفاظ
 کو نقل کرتے ہوئے بطور مذاکرہ و مکالمہ ہم ان کے جوابات
 کی طرف رہبری کرتے ہیں (۴) سوامی جی نے آیتوں کا ترجمہ
 جو کچھ لکھا ہے۔ ہم اسے امتیاز کے لئے عربی رسم خط میں
 لکھیں گے۔ اور لفظ آریہ لکھ کر ان کی اعتراضی عبارت اور
 لفظ شہد لکھ کر جواب تحریر کریں گے۔

آغاز

(۱) شروع ساتھ نام اللہ بخشش کو فیو الے صہو بان
 کے (آیت اول)
 آریہ۔ مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام
 ہے۔ لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا بنائے
 والا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا۔ تو شروع
 ساتھ نام اللہ کے۔ ایسا نہ کہتا۔ بلکہ شروع واسطے ہدایت
 انسانوں کے ایسا کہتا۔
 مسلم۔ (۱) ہر پاک کتاب بالخصوص کتب الہیہ میں سب سے

پسے خدا کا نام اس لئے دیا جاتا ہے۔ کہ پھر نفس بچ سکے۔
 کہ اس کتاب کو خدا نے پاک سے خاص نصبت ہے (۲)
 شروع ساتھ نام اللہ کے۔ یہ ترجمہ بھی اچھا نہیں، بلکہ ٹھنڈا
 ہوں ساتھ نام اللہ کے۔ صحیح و اصلی ترجمہ ہے۔ کیونکہ بسم
 اللہ کی یاد جاریہ کا مستحق اشراف ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ
 نے جو سب سے پہلی آیت نازل فرمائی وہ **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**
 الٰہی خلق ہے۔ اس آیت کے ذریعہ پہلی تعلیم دی ہے
 کہ خدا کے نام سے پڑھو۔ پھر یہاں خدا کے نام سے
 پڑھنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔ تاکہ ہدایت و تعلیم مکمل ہو جائے
 اس میں یہ کیا ضروری ہے۔ کہ ہر کتاب جو انسانوں کی ہدایت
 کے لئے ہو۔ اس کے آغاز پر یہ لکھا جائے۔ کہ شروع و
 ہدایت انسانوں کے۔ اگر ضروری ہو تو بتایا جائے۔ کہ
 کیا ویدوں کے شروع میں ایسا لکھا گیا ہے۔ کہ شروع
 واسطے ہدایت انسانوں کے۔ نہیں تو ویدوں پر بھی
 اعتراض ہے۔
 دام، پھر قرآن شریفہ تو اپنے ہدایت ہونے کا بار بار
 اعلان کرتا ہے۔ آیات ذیل پر غور فرمائیے۔
 (۱) **الْم - ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هِیَ الْهُدٰی**
 (۲) **اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ یَهْدِیْ لِلْخَیْرِ اَوْفَرِّ**
 (۳) **کِتَابَ اَحْکَمَ تِلْکَ اِنَّہٗ ثُمَّ فَضَّلَتْ مِنْ دُوْنِ حَیْکُمْ خَیْرًا**
 (۴) **فَنُجِیْہِمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرًا وَکِتَابَ مَبِیْنٍ یَّهْدِیْ**
بِہِ اللّٰہُ مِنْ اَتْبَعِ رِضْوَانِہٖ سَبِیْلَ السَّلَامِ
 (۵) **هٰذَا الَّذِیْ لَیْسَ لِلنَّاسِ فِیْہِ نِفَاقٌ اَلْہَدٰی**
 پس قرآن ہی میں یہ ہے۔ کہ قرآن تمام انسانوں کی
 ہدایت کے واسطے نازل کیا گیا۔ غرض کہ خدا کے نام لینے
 کی ہدایت و تعلیم بھی کی گئی ہے۔ اور ہم اللہ میں بندوں
 سے اس ہدایت و تعلیم پر عمل بھی کرایا گیا۔
 آہ بہ۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے۔ کہ تم ایسا
 کہو۔ تب بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس سے گناہ کا شروع
 بھی خدا کے نام سے ہو نا صادق آئے گا۔ اور اس کا
 نام بھی یہ تمام ہو جائے گا۔
 مسلمہ۔ غور کیجئے۔ گناہ کا شروع خدا کے نام سے
 ہوتا کیوں صاف حق نہ دے گا۔ (۱) یہاں تو گناہ کا ذکر بھی
 نہیں (۲) کوئی کمزور سے کمزور مسلمان بھی گناہ پر

خدا کا نام لے کر اس کی بے وقعتی نہیں کر سکتا۔ اس لئے
 کہ خدا کی تعظیم و ادب جان و ایمان ہے۔
 (۱) **سُبْحٰنَہٗ اَسْمٰہٗ رَبِّکَ اَعْلٰی** اس میں سب سے اونچا و اعلیٰ
 (۲) **اَللّٰہُ تَعَالٰی** اللہ عز و جہ لا بہا نامہ (۳) **لَسْتَ تَعْبُدُ**
اَللّٰہَ عَلٰی اَصْحٰہٖ لَکُمْ (۴) **وَرُوْحُ الْمَلٰٓئِیْہِ یُحْیِیْ وَاَمِیْتُ**
فِیْ اَسْمَائِہٖ سِیِّحُوْنَ ما کا فو ایملون۔
 اسی قسم کی اور بھی کثیر تعداد آیات میں مسلمانوں کو
 یہی حکم ہے۔ کہ خدا کے نام کی پاکی بیان کرو۔ اس کی
 وقعت و احترام کا خیال رکھو۔ بے ادبی نہ کرو۔ پھر اس کے
 آقا و امداد اصلی اللہ نے بھی صاف فرما دیا۔ کل اہل رزق
 بالی **لَمْ یَسِدْ بِاَسْمِ اللّٰہِ فَہُوَ اَبَدٌ**۔ ہر نیک کام پر خدا
 کا نام نہ لیا جائے۔ تو وہ بے برکت رہتا ہے۔ پس خدا کا
 نام مسلمان نیک کام پر ہی لیا کرتے ہیں۔
 آریہ۔ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے۔ تو اس نے
 اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے
 جانداروں کو مار سخت ایذا و لاذخ کر کر گوشت کھانے کی
 انسان کو اجازت دی۔ کیا وہ ذی روح بے گناہ
 خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔
 آریہ (۱) **خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ جَمِیْعًا** یعنی زمین
 کی تمام چیزیں خدا نے انسان کے فائدے کے لئے
 بنائی ہیں۔ اسی لئے تمام دنیا کے لوگ دنیا کی اشیاء
 سے فائدے اٹھا رہے ہیں۔ بے شک جن چیزوں کا
 کھانا صحت کے لحاظ سے مضر اثر رکھتا ہے وہ چیزیں
 شریعت نے بھی حرام ٹھہرائی ہیں۔ بے شک تمام
 جانور خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر اسی نے یہ رحمت
 کا قانون جاری کیا ہے۔ کہ جانوروں کو حیوانی قالب
 سے نکال کر ان کا گوشت استعمال کر کر انسانی قالب
 میں پہنچایا جائے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے۔ کہ ایک
 ٹوٹا پھوٹا مکان ہو۔ اسے بالکل منہدم کر کے پختہ
 مکان تعمیر کر دیا جائے۔ اسی طرح حیوانی شکل ہے
 کسی جاندار کو انسانی شکل میں پیوست کر کے اسے معزز
 کر دینا کسی عاقل کے نزدیک پیچھے نہیں ٹھہر سکتا۔
 (۲) ویدک دھرم کے موافق جبکہ تمام حیوانات کرم کا
 پہل بھوگ لے رہے۔ اور کئے کی سزا پا رہے ہیں تو کسی

مسلمان پر اعتراض کرتا ہے انصافی ہے۔ کیونکہ وہ ذبح
 کر کے ان حیوانات کو قید اور سزا سے چھڑا لیتا ہے۔
 ایسی حالت میں تو وہ شکر یہ کا مستحق ہے۔ (۳) یہ فقرہ کہ
 کیا دے ذی روح بے گناہ خدا کے بنائے ہوئے
 نہیں ہیں۔ ایک عجیب بات ہے۔ بے گناہ کس طرح
 کہا جاسکتا ہے۔ جب کہ دوسری طرف یہ اعتقاد ہے۔
 کہ جانوروں کو حیوانی چون ہی گناہوں کے سبب ہی ہے
 (۴) میرے ہر بان ذرا ستیارتھ پر کاش تیرھواں باب
 ص ۲۲ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں "ذبح و دیدی اس کے
 بنانے اور خوشی قربانیاں چرانے (دھرم کرنے) کا ذکر
 ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں ویدوں سے
 بائبل میں ملتی ہیں۔
 یہ حوالہ پکار پکار کر کہتا ہے۔ کہ ذبح کے احکام ویدوں
 میں ہیں۔ اور اس طور پر کہ گویا اصل ذبح کا حکم ویدوں
 میں ہی ہے۔ پھر قرآن پاک پر اعتراض کیا؟ ایک اور
 حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ ستیارتھ پر کاش سوال باب ۲۵
 یہ کام اراکین سلطنت کا ہے۔ کہ جو جانور یا آدمی ایذا
 رساں ہوں۔ ان کو سزا دیوں۔ اور جان سے بھی مار
 ڈالیں (۵) پھر کیا ان کا گوشت پھینک دیں (۶) جم
 خواہ پھینک دیں۔ خواہ کئے وغیرہ گوشت خوردوں کو کھلا
 دیوں۔ خواہ کوئی گوشت خور کھاوے۔ تو بھی دنیا کا کوئی
 نقصان نہیں ہوتا۔
 اس حوالہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مذہم خودی بھی
 ستیارتھ پر کاش میں جائز ہے۔ کیونکہ سوال میں ایذا رسان
 آدمی کو بھی مار ڈالنے کے لئے حکم ہے۔ پھر اس کے کھانے
 کے متعلق یہ بھی کہا ہے۔ کہ خواہ کوئی گوشت خور کھاوے
 تو دنیا کا نقصان نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا۔ کہ اس سے
 ہوئے آدمی کو گوشت خور کھا سکتا ہے۔ یہ سوامی جی
 کافران ہے۔ مگر پاک اسلام نے ہرگز یہ ایسا جانہ
 نہیں رکھا۔ کہ آدمی کو آدمی کو کھا جائے۔ یا انک الملک
 کے رحم و فضل نے حیوانوں کو نرخی دار تقادینے کے لئے
 بچہ شرا لکھ ذبح کی اجازت دی ہے۔ جو ان کے حق
 میں بھلائی ہے۔ ورنہ آخر ایک دن پھیل بکری وغیرہ خود
 ہی موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس سے بہتر یہ ہے۔ کہ

اس کے اجزاء انسانی اجزاء سے مل جل کر کچھ نہ کچھ انسانی شرف حاصل کر لیں :-

آریہ :- اور یہ بھی کہنا تھا کہ خدا کے نام پر عمدہ باتوں کا شروع خراب باتوں کا نہیں یہ الفاظ مبہم ہیں مسلم :- ہم تو کچھ نہیں صرف غور و تدبر کی ضرورت ہے :- ہم بتا چکے اچھی باتوں میں خدا کا نام لیا جانا ہے :- پھر یہاں تو قرآن کو پڑھنے میں مسلمان یہ کہتا ہے :- میں پڑھتا ہوں ۔ اللہ کے نام کے ساتھ ۔ شروع کا ترجمہ ہی غلط ہے ۔ پھر اس کی بنا پر اعتراض اور غلط تر ٹھہرا :-

آریہ :- کیا چوری ۔ زنا کاری ۔ دروغ گوئی ۔ دھرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے :-

مسلم :- نہیں ۔ نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ پیدہ مفصل بتایا گیا ہے بلکہ یہ باتیں ہی قطعاً نہ کی جائیں :-

آریہ :- اس وجہ سے دیکھ لو کہ قصاب وغیرہ مسلمان بکرے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی بسم اللہ اس کلام کو پڑھتے ہیں :-

مسلم :- چونکہ تناسخ کے نقطہ نظر سے ذبح کرنا ایک قیدی کو قید سے چھڑانا ۔ ارتقا کے نقطہ خیال سے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت میں پہنچانا ہے ۔ اور درحقیقت خدا کی مخلوق کو آرام دہینی حیوانی زندگی سے انسانی اشرف زندگی میں لے آنا خود مذہب کیلئے بھی راحت ہے ، اس لئے خدا کی مرضی کے ماتحت ایک نیک کام ہے ۔ اس لئے بسم اللہ پڑھنا مناسب بلکہ انب بلکہ ضروری ہے ۔ اس پر اعتراض کرنا غلط ہے ۔

آریہ :- جب یہی اس کا مذکورہ بالا مطلب ہے ۔ تب ہی تو برائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں مسلم :- غلط بالکل غلط :-

آریہ :- اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا ۔ کیونکہ اس کا رحم ان حیوانات کے لئے نہیں :-

مسلم :- رحیم ہونے کے باعث ہی تو اس نے جانوروں کے لئے ارتقائی عروج و شرف یا بائی کا راستہ کھول دیا ہے ۔ اس کی رحمت حسب موقع سب کو محیط ہے ۔ و رحمتی وسعت کل شیء :-

مسلم :- ہم اس کا مطلب جانتے ہیں ۔ اور دوسرے کو بھی بتا سکتے ہیں ۔ اور بتاتے ہیں ۔ اس کے نازل ہونے کا ایک فائدہ نہیں ۔ ہزاروں فائدے ہیں پہنچ رہے ہیں ۔ آپ اگر انصاف کریں ۔ تو آپ کو بھی بہت فائدے پہنچ سکتے ہیں :-

آریہ :- اگر مسلمان لوگ اس کے سینے اور کرتے تو پھر اصل مطلب کیا ہے :-

مسلم :- کاش ۔ ستیا رتھ پر کاش لکھنے سے پہلے ایسی تلاش کر لیتے ۔ تو ہر ہوتا ۔ مطالبہ اصلی سمجھنے پر اس قدر اعتراضات و شبہات میں پڑنے کی تکلیف نہ اٹھانا پڑتی ۔ ہیں افسوس و شکایت یہی ہے کہ اعتراض کرنے میں جلدی اور تہمت تدبیر سے کام لیا گیا ۔ جو بہت سے بندگان خدا کے حق میں برائتاں بنوا ۔ لیکن ہم پھر بھی تمام نبیوں کی خدمت اور سہمردی کے لئے انہیں حق سنا سنا بھانا کارِ نواب یقین کرتے ہیں ۔ کاش انہیں بھی ہماری دسوزی کا یقین ہو ۔

سب تعریف واسطے اللہ کے جو پورے دگار عالموں کا بخشش کرنے والا مہربان ہے ۔

آریہ :- اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا ۔ اور سب پر بخشش اور رحم کرتا ۔ تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرنے کا حکم نہ دیتا ۔

مسلم :- خدا تعالیٰ بے شک پروردگار اور سب پر بخشش و رحم کرنے والا ہے ۔ جس بھی تو جانوروں کو بھی ترقی و عروج و شرف بخشنے کے لئے یہ قانون مقرر فرمایا کہ انسان ان کے اجزاء کو استعمال کر کے انہیں مرتبہ شرف انسان تک پہنچائیں ۔ دوسرے مذہب والوں کو مسلمانوں کے ہاتھ قتل کرنے کے متعلق جو کہتے ہو ۔ یہ غلطی ہے ۔ مسلمان ہرگز کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں ۔ جب تک وہ مخالف کے ہاتھ سے تنگ نہ آجائیں ۔ اور خطرہ کے وقت مدافعت کرنا ۔ تو کسی عقلمند کے نزدیک قابل اعتراض بات نہیں ہے ۔

۱) اُولَئِکَ الَّذِیْنَ یَقَاتِلُوْنَ فَاِنْهُمْ ظَالِمٌ اِذَا اِنَ اللّٰہُ عَلٰی نَفْسِہِمْ لَقَدِیْرٌ ط (۲) ، قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ

اللہ الذین یقاتلوننا کہم ولا تقتلوا ان الله لا یحب المعتدین (۳) فمن اعتدلی علیکم فاعتدلی وعلیہ فمقتل ما اعتدلی علیکم +

آیات مذکورہ میں یہی فرمایا گیا ہے ۔ کہ مسلمان دوسرے مذہب والوں کو ہرگز قتل نہ کریں ۔ ہاں اگر دوسرے مذہب والے بالکل سر پر چڑھ آئیں ۔ اور خون کے پیاسے ۔ جان کے دیوانہ بن جائیں ۔ تو مسلمان اپنی جان کی حفاظت کیلئے مدافعت کریں ۔ اس صاف اور انصاف پر مبنی حکم پر اعتراض کرنا چاند پر تھوکتا نہیں تو اور کیا ہے :-

آریہ :- اگر معاف کرنے والا ہے ۔ تو کیا گھبراہٹ پر بھی رحم کرے گا :-

مسلم :- خدا کو دیا ہو کیا ہو ۔ تو تم بھی مانتے ہو ۔ اگر وہ گھبراہٹوں پر رحم نہ کرے ۔ تو نجات کا عقیدہ ایک خواب بے تعبیر سے زیادہ کچھ نہ رہے ۔ کیونکہ بجز خدا مخصوص بلکہ انھیں انھیں لوگوں کے کمزوریاں عام لوگوں سے سرزد ہو ہی جاتی ہیں ۔ پھر اگر وہ درگزر نہ کرے ۔ تو لوگوں کا کیا خشر ہو تم خود سمجھ لو ۔ دوسرے ایک دنیاوی بادشاہ اور حاکم مرحمت خردانہ کے طور پر لوگوں کے بعض قصور معاف کر سکے ۔ مگر خدا مالک کل اور قادر مطلق ہو کر کیا اتنی بھی طاقت نہیں رکھتا ۔ کہ اپنی مخلوق کی کمزوریاں معاف کر دے :-

(۱) غافر الذین قابل التوب شد من العقاب (۲) وانی غفار لمن تاب وامن (۳) ، بغض لمن یشاء ویعذب من یشاء (۴) ان اللہ غفور رحیم + ان آیات میں خدا تعالیٰ نے بخشش اور رحم اپنی صفت بتائی ہے ۔ لیکن یہ بھی یاد رکھنے کے قابل امر ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ شدید العقاب اور بد عملی کی سزا دینے والا بھی ہے ۔ پس اس کی رحمت سے منکر اور ناسید ہو کر اپنی نجات سے مایوس ہونا چاہیے بلکہ خوف ورجا کے درمیان رہنا چاہیے ۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے ۔ جس پر کوئی سلیم الفطرۃ منصف حرف نہیں رکھ سکتا :-

آریہ :- اور پھر لکھا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ کافروں کو قتل کر دے یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں ۔ دسے کافرا ہیں

میں کسی اور کے محتاج نہیں۔ وہ ہر ہدایت کی دولت کے ذمہ ہیں۔ رہا۔ دوسروں کی بات ماننا۔ سو یاد رکھئے۔ کہ جب سب اچھی باتیں ہمارے گھر موجود ہیں تو پھر دوسروں کا ہاتھ نہ لگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی ایسی اچھی بات ہے۔ جو ہمارے پاس موجود نہیں۔ تو پیش کرے۔

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے مگر یاد رہے۔ تا قیامت کسی مغرض سے یہ بات نہ آئیگی۔ دلوکان بعضاً بعض ظہور آئے

شذرات

ہندوؤں کی بے دردی۔ جاتما گاندھی جی ۲۹ مئی کے جنگ انڈیا میں لکھتے ہیں۔ یہ بات تو فرارخ دلی کے ساتھ ہی جا سکتی ہے۔ کہ جہاں مسلمان کمزور اور ہندو طاقتور تھے۔ وہاں ہندو مسلمانوں نے ان کے ساتھ نہایت بے رحمی اور بے دردی کا سلوک کیا جس کی مثال گذشتہ سالوں میں کشاپور اور آہ کے مقامات پر مل چکی ہے۔ کیا جاتما گاندھی کا یہ ارشاد کسی حاشیہ آرائی کا محتاج ہے۔ کیا ہندو دیوتا اس پر ٹھنڈے دل سے غور کر سکتے؟

مذہب میں زبردستی۔ اسی پرچہ میں آگے چلکر ہاتما جی لکھتے ہیں۔ اگر ہندو کسی مسلمان کو گلے کی حفاظت کرنے کے لئے مار ڈالیں۔ کیا یہ جبر و اکراہ نہیں۔ یہ تو صاف طور پر مسلمانوں کو بالجبر و بالا کرہ ہندو بنانے کے مترادف ہے۔ اور اگر مسلمان ہندوؤں کو تشدد و قوت کے ذریعہ مساجد کے سامنے باجی بانی سے گھرا کر تاجی بیچ بکتے ہیں۔ اگر ہندو چاہتے ہیں۔ کہ گاندھی بند ہو۔ تو وہ اپنے نیک برتاؤ سے مسلمانوں سے یہ رعایت حاصل کر سکتے ہیں۔ زبردستی نہیں اور جب کہ ہندو زبردستی گاندھی بند کرنے کی ہوس میں مبتلا ہیں۔ تو بقول ہاتما گاندھی یہ صریح جبر و اکراہ ہے

جس کا نتیجہ کبھی خوش گوار نہیں ہو سکتا۔

مذہبی اور تبلیغ۔ اسی مضمون میں ہاتما گاندھی جی آریوں کی تحریکات مذہبی کے لئے یوں رقمطراز ہیں "ہندو مسلم کے درمیان کشاکش کا جاری رہنا انداز عمل کا شرمندہ احسان ہے۔ جس سے شہر کی تحریکات چلائی جا رہی ہے۔ میرے نزدیک ہندو مذہب میں تبدیلی بہت ان معنوں میں کوئی شے نہیں۔ جن معنوں میں اسے مسیحیت یا کم درجے پر اسلام میں سمجھا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ آریہ سماج نے اپنے پروپگنڈا میں سچیوں کی نقل کی ہے۔ یہ جدید طریقہ مجھے پسند نہیں کیونکہ اس سے فائدہ کچھ نہیں۔ بلکہ زیادہ نقصان ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی صرف خدا اور بندے کے تعلقات اور عقائد دینی تغیر سے منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن بالآخر اس میں خود غرضی کا جذبہ آہی جاتا ہے۔ آریہ سماج اپریشک جب دوسرے مذاہب پر حملے کرتا ہے۔ تو دل میں بہت خوش ہوتا ہے"

مسلمانوں اور ہندوؤں کے متعلق اس مضمون میں ہاتما گاندھی جی کی رائے آگے چلکر ہاتما جی لکھتے ہیں۔ کہ میں ایسے مسلمانوں سے ملا۔ جنہیں عام طور پر برے کہا جاتا ہے۔ اور مجھے ایک واقعہ بھی ایسا یاد نہیں ہے۔ جس پر مجھے انوس کرنا پڑا ہو۔ مسلمان بہادر ہیں۔ دیر ہیں۔ فرارخ دل ہیں اور جب ان کے شبہات رفع ہو جاتے ہیں۔ تو فوراً دوسرے پر اعتماد کر لیتے ہیں۔ ہندو جو خود آئینہ قافوں میں رہتے ہیں۔ اپنے مسلمان ہمسائیوں پر طعن و تشنیع کے پتھر پھینکے گا کوئی حق نہیں رکھتے۔ ہم نے اچھوتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اور اب کیسا سلوک کر رہے ہیں۔ اگر کافر کا لفظ تحقیر و ذلت کا موجب ہے۔ تو چندال اس سے کم نہیں ہے۔ دنیا کے مذہب کی تاریخ سے اس بدسلوکی کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ جو ہم نے اچھوتوں کے ساتھ روا رکھی۔ جبر سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے۔ کہ یہ بدسلوکی اس وقت

قایم ہے۔ کیا دلی کوم کی جنگ ایک ابتدائی انسانی حق کے حصول کے لئے جاری نہیں ہے۔ خدا کے معذب ہاتھ کی حرکت بہت خفیف ہوتی ہے۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ جو کچھ ہم پر نازل ہوا ہے۔ صرف اسی ایک جرم کی سزا نہیں ہے۔

اسلام کے متعلق ہاتما گاندھی اسلام کا کثیر حصہ روشن و گاندھی کی رائے دشمنان بھی ہے۔ اسلام اپنے اوج و اقبال کے زمانے میں منقصب و ناز و ادال نہیں تھا۔ دنیا اس کے احترام پر آمادہ تھی۔ جب مغرب تیار کی مسلط تھی۔ تو مشرق کے افق پر ایک روشن ستارہ طلوع ہوا اور اس نے مصائب و آلام سے تباہ شدہ دنیا کو آرام اور روشنی سے شاد کام کیا۔ اسلام سچا مذہب ہے۔ ہندوؤں کو چاہیے۔ کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں۔ انہیں بھی اسلام کے ساتھ ایسی ہی محبت پیدا ہو جائے گی۔ جیسی کہ مجھے پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہاں اسلام کو حقیقی حالت پٹ گئی ہے۔ تو ہمیں تسلیم کرنا چاہیے۔ کہ اس انقلاب میں ہمارا حصہ کچھ کم نہیں ہے۔ اگر ہندو اپنی حالت درست کر لیں۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ اسلام ایسے مناظر میں شریک ہو گا جو اس کی قدیم فراخ دلی کی روایات کے شایاں نشان ہوگی ساری مشکلات کے حل کا انحصار ہندوؤں پر ہے۔ ہمیں بزدلی سے کنارہ کش ہو جانا چاہیے۔ اور حوصلہ مندانہ دوسروں پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ سب معاملات درست ہو جائیں گے۔

سکھوں میں جتھہ بندی کا اثر۔ سکھوں کے عہد نظم کے متعلق اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ بابا کرتار سنگھ بیدی خلف بابا سرکم سنگھ بیدی کو آخر سنگت اجاعت کے سامنے سر جھکا کر اپنا سر اور سنگت نے بیسرا صاحب موصوف کے لئے تجویز کی۔ جسے انہوں نے منہ آکھو نہ رکھا۔ ۱۶ جون ۱۹۱۶ء کے بابا جی اور انکی سنگتی دربار صاحب کے اندر داخل ہوئے۔ متھا ٹیک کر دو اپنے رومالوں سے درشتی ڈیوڑھی کے اندر واپی پر کرمان صاف کی۔ پر کرمان صاف کرنے کے بعد بابا جی نے گھٹہ گھ

ہاتما جی اسی مضمون میں اس کے پیکر نقشے ہیں۔

معاصر نور کے استحکام کی ضرورت

معاصر نور الفضل اپنے۔ ارچون کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ
 کہ یہ معزز اور قابل قدر معاصر نور اپنے اپنے ہارمی
 کے پرچہ میں نور کا آخری پرچہ کے عنوان سے ایک
 اعلان کیا تھا۔ جسے پڑھ کر میں بہت ہی رنج اور
 افسوس ہوا تھا۔ اور ہم مختصر یہ اس کی طرف جماعت
 احمدیہ کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے تھے کہ جناب
 شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے یہ خوشخبری سنائی۔
 کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ و ہدایہ نور
 کو باقاعدہ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور دفتر عفو
 و تبلیغ کو سو پرچہ خریدنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت
 خلیفۃ المسیح ثانی کو اخبارات سلسلہ کی زندگی اور مسعودی
 کا جس قدر خیال ہے۔ اس سے قطعاً بعید تھا۔ کہ
 آپ کے عہد سعادت ہمد میں نور جیسا اخبار بند
 ہو جاتا۔ اور حضور ہی کی نظر گرم کا نتیجہ ہے۔ کہ
 اخبار نور کا ایک پرچہ بھی اللہ تعالیٰ میں نہ پڑا۔ لیکن نور
 کی منتقل زندگی کے لئے ایک سو خریداروں کی امداد
 کافی نہیں ہے۔ بلکہ کم از کم دو سو اور خریدار چھپا
 ہونے ضروری ہیں۔ اور ان کا چھپا کرنا بے سودنی
 انجنوں اور احمدی اصحاب کا فرض ہے جناب ایڈیٹر
 صاحب نور کو اگر اخبار کے اخراجات کے تفکرات
 اور ترددات سے اطمینان حاصل ہو جائے۔ تو وہ
 نہایت مفید اور زبردست تبلیغی مضامین شائع کر سکتے
 ہیں۔ اور ایک خاص حلقہ میں ان کی تبلیغی ساعی
 نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں۔ ہماری جماعت کو
 اخبارات کی جس قدر ضرورت ہے۔ وہ محتاج
 بیان نہیں۔ جو بھی نیا اخبار یا رسالہ نکلتا ہے۔
 خواہ وہ کچھ مذہب اور کسی فرقہ کا ہو۔ اس کا ہر
 دار جماعت احمدیہ پر ہوتا ہے۔ اور نور اور آج
 کل سیدہ اور مسلمانوں کے جو پھلکار اخبار ایک
 دوسرے کے مقابلہ میں گامیوں اور بد زبانوں
 کی مشق کرنے کے لئے نکل رہے ہیں۔ اور جو
 ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر فتنہ کھامی اور

کی آگ اس کے سینہ میں زیادہ جوش سے بھڑکنے لگی۔
 آخر کار اس کی سازش اور دیشہ دوانیوں سے آپ
 کے خلاف بغاوت کا الزام لگایا گیا۔ کہ آپ اپنے آپ
 کو سچا بادشاہ کہتے ہیں۔ اور آپ کے زیر حکم بڑی
 فوج ہے۔ جس سے آپ منغل شہنشاہ کے خلاف جنگ
 کا عزم رکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ کے خلاف ۲۰ لاکھ
 روپیہ جرمانہ لگایا گیا۔ سکھوں نے اس کی ادائیگی کا
 انتظام کیا۔ تو اپنے ان کو روک دیا۔ اور قید کو ترجیح
 دی۔ اور جام شہادت نوش کرنے کے لئے جو سری
 اکال پور رکھ کے دربار سے آپ کے لئے مخصوص چوچکا
 تھا۔ اور جس میں غاصب پنجہ کا ہر طور سے مستقبل
 پنہاں تھا۔ نوش کرنے کے لئے تیار رہتا رہا ہو گئے۔
 اور غاصب پنجہ کو سبق دے گئے۔ اور وہ ابتداء کے
 لئے تھا۔ یہ انتہا کے لئے۔

انتقام پسند چند دلال نے زمانہ بعد میں گورو
 ہمارا تاج سے پھر رشتہ کے لئے درخواست کی۔ جسے
 آپ نے سوکار نہ تھا۔ اس پر اس کے جوش انتقام کا
 دریا ادا آیا۔ اور آپ پر بیر و تشدد کا آغاز شروع ہوا۔
 گورو ہمارا تاج کو کھوتے ہوئے بانی کی دیگ میں بھجایا
 گیا۔ آپ کو گرم سرخ ریت پر ٹھایا گیا۔ لیکن آپ کے
 استقلال میں سر مو فرقہ نہ آیا۔ اس کے بعد چند دلال
 نے حکم دیا۔ کہ آپ کو گلو کے چمڑے میں سلوا کر دریا میں
 کیا جائے۔ جب نوبت بایجا رسید۔ تو آپ نے کہا کہ میں
 دریا راج میں اشنان کرنے کی اجازت دی جاوے
 جس کے بعد چند دلال کی درخواست پر غور کیا جاوے
 آپ نے دریا میں اشنان کرنے کے لئے غوطہ لگایا۔
 اور جوت جوت سمائے۔ یعنی پانی نہ آئے۔ بلکہ سری
 اکال پور کے کھ کی ذات میں جذب ہو گئے۔ ان
 سکھ مذہب کا تعلق اسلام سے۔ یہاں تک کہ قور
 میں غاصب دیوان کا جلسہ ہوا۔ جس میں انہوں نے یہ ریزویشن
 پاس کیا کہ دیوان اسات پر زور دیتا ہے۔ کہ وہ وہ دوا
 دنگاچ یوگان کا رولج عام طور پر شروع کیا جائے اور ایک
 ماں باپ کے چھ بچے بھائی کو چھوڑ کر تباہی چھا۔ ماسی
 چھوٹی وغیرہ رشتہ ناطہ بن پرانہ کئے جائیں۔ ان کے

جا کر سنگت کی بوتیاں صاف کیں۔ چار روز اسی طرح
 سیوا کر کے اس کے بعد باہر نکلے پائوں امرت سر
 سے پھول نکال کر صاحب کی یاد تار کر چنگے۔

اپنی آنکھ کا شہنیر دیکھیں۔ کہ یہ اخبارات شدید زکنت چھپی
 ہر پائیس بیکم صاحبہ بھوپال کے قانون پر کر رہے ہیں۔
 گلدان کو ریاست دیواں۔ ریاست کشمیر۔ ریاست اورو کی
 خبر نہیں ہے۔ کہ وہاں مسلمان ہونے والے سیدو کے
 لئے کیا سزا مقرر ہے۔ ریاست دیواں میں اگر کوئی
 مسلمان ہو جائے۔ تو ایک برس کی قید نو مسلم کو اور
 دو سال کی قید مسلمان کرنے والے کو۔ ایسا ہی اس کے
 قریب سزا کشمیر اور اورو میں مقرر ہے۔ اور ممکن ہے
 کہ دوسری ہندو ریاستوں میں بھی ہوگی۔

کیا کہتے ہیں۔ کہ یہ اخبارات ان ہندو ریاستوں
 کی نسبت ان کو چاہیے تھا۔ کہ اپنے اپنی آنکھ کا مطالعہ
 کر لیتے۔ اس کے بعد بیکم صاحبہ کو مطلع کرتے۔ کیا
 اپنی آنکھ کے شہنیر سے بے پرواہ ہو کر دوسرے کے
 تنکے پر انگشت نہائی کرے۔ ورنہ یہ اخبارات اب
 اپنے گریبان میں نہ ڈال رہے ہوں گے۔

سکھ تاریخ کا ایک دردناک واقعہ

اخبار دلال گذشتہ اپنے بیکم جون کے اشو میں لکھتا
 ہے۔ کہ لاہور کے دیوان چند دلال نے گورو دارجن دیو
 صاحب سے اپنی لڑکی کا آپ کے صاحبزادہ سے ناطہ کرنے
 کے لئے درخواست کی جسے آپ نے منظور کیا
 اسے چند دلال نے اپنی ہتک سمجھ کر آپ سے انتقام
 لینے کا دل میں پھان لی۔ چنانچہ اس نے ہندو دلالوں
 نے منغل شہنشاہ سے رپورٹ کی۔ کہ آدمی گرنہ میں
 بغاوت کی تعلیم ہے۔ اور اسلام پر کیسے حملے کئے
 گئے ہیں۔ لیکن اگر نے آکر تھکا کا پاٹھ سنا۔ اور اس
 کا اطمینان ہو گیا۔ کہ وہ بخود دہار نک صلیف ہے۔
 اس سے چند دلال کو اور مایوسی ہوئی اور انتقام

گندہ دہنی کی نمائش کر رہے ہیں۔ وہ بھی خواہ مخواہ ہم پر غلاظت کے چھینٹ چھینٹتے ہیں :

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جب ہمارے دشمن اس زور شور سے ہم پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ تو ان کی مدافعت کے لئے ہمیں کس قدر سامان کی ضرورت ہے۔ پھر ہمارا کام مدافعت ہی نہیں۔ بلکہ اصل کام دنیا کو حق و صداقت کی طرف لانا۔ اور صراطِ مستقیم دکھانا ہے۔ اور تقیم کے ذریعہ لوگوں کے قلوب فتح کر کے اسلام کے حلقہ تکثیر میں لانا ہے۔ پس ہمیں اخبارات کی اشد ترس ضرورت ہے۔ اور انہیں بہتر سے بہتر حالت میں رکھنا ہماری جماعت کا فرض ہے۔ اگر ہماری جماعت اس وقت سلسلہ کے اخبارات میں مزید اضافہ کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے۔ کہ جاری شدہ اخبارات کو قائم اور مستحکم کرنے میں پوری سعی اور کوشش سے کام لے۔ نہ کہ ان میں کمی واقع ہونے دے :

پس ہم بڑے زور کے ساتھ جماعت احمدیہ کو سلسلہ کے اخبارات الحکم۔ فاروق اور ریویو کی طرف اور خاص کر اخبار نور کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ ان کی خریداری بڑی باکی جادے۔ اور جلد سے جلد اخبار نور کے لئے دوسو خریداری پیدا کر دے :

اسید ہے۔ کہ ہماری یہ آواز ایسے کانوں میں نہیں پڑیگی۔ جو اسے دل تک نہ پہنچائینگے۔ بلکہ سلسلہ کے مخلص اصحاب تک پہنچیں گے۔ جو عملی طور سے اسپرلیک کہیں گے :

سورہ ہمعصر الحکم اپنے ہم ار جوں کے اشو میں لکھتا ہے کہ اخباریت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک کا بار ہا ذکر ہو چکا ہے۔ مگر ابھی تک وہ سوال اپنے مقام پر قائم ہے۔ معزز ہمعصر نور نے قریباً سولہ برس تک خدمت کرنے کے بعد عین جوانی کی حالت میں بند کر دیئے گا

اعلان کیا۔ کہ نور اس طرح پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس کی وجہ محض کمی اشاعت ہے۔ متواتر انہوں نے اعلان کیا۔ کہ نور اس طرح پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ مگر بجز چند مخلص اصحاب کے کسی نے توجہ نہ کی آخر جب انہوں نے آخری فیصلہ کا اعلان کیا۔ تو حرکت شروع ہوئی۔ نظارت تبلیغ و اشاعت نے ایک سو کاپی کی خریداری کی تجویز پاس کی۔ اور کوئی تیس کے قریب جدید خریداروں نے بھی ہاتھ بڑھایا۔ ابھی اس کو زندہ رکھنے کے لئے کم از کم دوسو خریداروں کی ضرورت ہے :

میں الحکم کے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ کم از کم ایک سو جدید خریدار نور کو دیں۔ میں اسکے لئے راضی ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص الحکم کو خرید کر نور کو نہیں خرید سکتا۔ تو وہ الحکم کو بند کر دے۔ اور اپنے نام نور جاری کرائے۔ جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں۔ کہ یہ اخبارات جاری ہیں تو کس قدر انوس ہم پر ہو گا۔ کہ ہم جاری نہ رکھ سکیں۔ پس بہت جلد اصحاب اعانت کا ہاتھ بڑھائیں۔ نور۔ معزز ہمعصر کو غلطی لگی۔ اس وقت تک صرف گیارہ دوستوں نے نور کی خیر خواہی کی طرف توجہ کی۔ باقی دوستوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رہی۔ دریں حالات نور کے مستقبل کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ باقی آپ کا یہ لکھنا۔ کہ لوگ الحکم کو چھوڑ کر نور کو خریدیں۔ اس کے لئے الحکم کا دل سے شکریہ۔ مگر میں اسے ایک طرفۃ العین کے لئے بھی پسند نہیں کرتا۔ مجھے نور کی نسبت الحکم زیادہ پیارا ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ کا سب سے پرانا اخبار ہے۔ اگر کبھی اس سوازنہ کا وقت آئے کہ نور اور الحکم میں سے کس کو جاری رکھا جائے۔ تو میں بخوشی نور کو الحکم پر قربان کر دوں گا :

نور آخری مولیٰ

اس سرخی کے تحت مشہور آریہ اخبار پر کاش

اپنے یکم جون کے اشو میں لکھتا ہے۔ کہ مذہبی اخباروں کی حالت واقعی افسوسناک ہے۔ سان کا دائرہ بہت محدود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ پرچہ کو کتنا اچھے سے اچھا بنانے کا تین کریں۔ ان کی مالی حالت خطرہ سے باہر نہیں ہوتی نور قادیانی احمدی نقطہ خیال سے اچھا پرچہ نکھا۔ مگر اس کے آخری پرچہ سے جس میں اس نے بند ہونے کا اطمینان دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی اشاعت اڑھائی سو سے نہیں بڑھی۔ اس اشاعت پر کوئی اخبار کتنی دیر تک زندہ رہ سکتا ہے۔ مذہبی اخبار اسی حالت میں چل سکتے ہیں۔ جب کہ ان کے خریدار اور سرپرست ان کی مالی امداد کریں :

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دردمند کی آواز

برادر مہیاں محمد شفیع صاحب سب اور سیر و سکرٹری انجمن احمدیہ شہنشاہ سے لکھتے ہیں :

مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج نور علی کے ٹائٹل پیج پر دل کے ٹھکان کر دینے والی خبر نور کا آخری پرچہ پڑھ کر دل کو جو زبردست چوٹ لگی ہے۔ اس کا عکس اس کا غمزہ لانے کے لئے الفاظ میں اظہار کرنا مشکل ہے۔ میں نے اس دوسو خبر کو بہت دکھ سے پڑھا۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ اخبار قوموں کی ہستی کے گواہ ہیں۔ اخبار کا بند ہونا قوم کی موت کا نشان ہے۔ جس قوم کا ایک اخبار جس کے آگے لاکھوں کی ہمسایہ قوم زیر تبلیغ ہو۔ آج بند ہونے لے۔ اس کا کل کیا حال ہو گا۔ وہ اس قوم کے موجودہ طرز عمل سے ہی پتہ لگ سکتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے کئی سال کے پر دور متواتر ایہوں پر بھی لاکھوں کی جماعت نور جیسے مجاہد پرچہ کو چھ سو خریدار پورا نہ کر سکی۔ اور یہ اس خیر الامت کا مجاہد پرچہ اپنی کئی لاکھ کی جماعت پر اتنا لمبا عرصہ صبر کے آنسو بہاتا ہوا۔ اور اتنی مدت یوں بے بسی کے عالم میں گزار کر آخر

علا کے آخری سانس میں کہ جہاں بحق تسلیم ہوتا ہے۔ اسی مجاہد پرچہ کی تبلیغی کوششوں پر جو قدر افزائی جہاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے کئی سال کے حلوں کے ساتھ پرفراہم کیے ہیں۔ اس کے بعد اس عاجز کی خام فرسائی بے حقیقت ہوگی نور کا سالانہ چندہ تین روپے سال ان کی تبلیغی کوششوں کے مقابلے میں محض سوچ تھا۔ مگر قوم نے اس مجاہد پرچہ کی عظیم الشان تبلیغی کوششوں سے بے پرواہی اختیار کی۔ اور انوس کہ ایسے مجاہد پرچہ کی قدر کی تحریک احمدیوں غیر قوم کے صاحب حیثیت احباب کے دلوں میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متوازن اپیلوں کے باوجود پیدا نہ ہوئی اور یہ قوم کی بے اعتنائی بلاشبہ قوم کے ادبار کا پیش خیمہ ہے۔ اے احمدی قوم ایک بار پھر اس مردہ پرچہ پر جو کہ تیرے ہی لا بد راہی سے جاں بلب ہے۔ اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیکھ۔ اس کی عملی بہرہ دہی میں حصہ لے۔ نور کی تبلیغی کوششوں سے آنکھیں بند کرنا انتہائی احسان فراموشی کا ثبوت دینا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ کچھ قوم جس کے لئے یہ مجاہد پرچہ موجب نجات بن رہا ہے۔ خدا نخواستہ نور کے بند ہونے پر جو سکھوں جیسی بہادر اور دلاور قوم اشاعت اسلام کے اہم فرض کو دھکا لگے گا۔ اس کے ذمہ دار ہم ہو گے جس کی تلافی ما بعد بہت مشکل ہو جائیگی۔

اے احمدی قوم اپنے پاک خلیفہ کی آواز پر ایک دفعہ صدق دل سے لبیک کہو اس مجاہد پرچہ کو پاؤں پر کھڑا کر دے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اس کی طرف سے تیری ہی بہتری کے لئے ہے۔

ایک سکھ سردار کا خط

جناب سردار جیوں سکھ صاحب ہندو باغ سے لکھتے ہیں۔

خدمت مکرم معظم جناب شیخ صاحب سدا اللہ تعالیٰ

تیس۔ مزاج مقدس۔ ملائمت بیزینت بحیثیت۔ آج تو اس کا پرچہ موصول ہوا۔ جس کی توقع ۷ دسمبر کے بعد نہ تھی۔ گو اس میں اس کی حیدر کی و معارف کا رنج تھا۔ لیکن اس کو از سر نو تازہ کرنا و سرسبز کرنا میرے اسکان سے باہر تھا۔ ہاں جب میں نے ہاتھ لگا دیا تو اس کی اصلاح متعلق۔ وید سنیا رتھ پرکاش۔ بانی آریہ سماج۔ سوچی شردھاندا وغیرہ پڑھا۔ اور آریہ سماجی دنیا میں ایک غیر معمولی طوفان اٹھتا دیکھا۔ تو اس وقت والدہ مجھے نور کی یاد آئی تھی۔ اور دل نے کہا۔ کہ پرکاش آج وہ زندہ ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری یہ دعا خلود کریم نے منظور فرمائی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج نور میرے ہاتھ میں ہے۔

میں صدق دل سے جدید اجرائے کی مبارک باد دیتا ہوں۔ اور صمیم قلب سے دعا ہے۔ کہ نور جمیع حادثات دہر سے محفوظ و معصون مامون رہ کر خوب پھلے پھولے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رنگیلا رسول

مندرجہ عنوان کا وہ رسالہ ہے۔ جو کسی پیام آریہ صاحب نے ہمارے رسول مقبول کے ازدواجی حالات میں رنگ نگہ پھینی کے لکھا ہے۔ اس رسالہ کا طرز تحریر اور سوج بوج کہ یہی ہے۔ کہ ان لوگوں کے دل و دماغ میں اسلام اور بانی اسلام کی بابت کیا کچھ گرد غبار بھرا ہے۔ اور کس کس رنگ میں یہ لوگ اس کا اظہار کرتے ہیں۔

کثرت ازدواج کی بابت مسلمانوں کی طرف سے بارہا مسکت جواب دہو جا چکے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ زمانہ موجودہ بھی اس کی ضرورت پر روشنی ڈال رہا ہے۔ مگر یہ لوگ ہیں۔ کہ جوش آریہ میں بار بار وہی اناب شتاب لکھ رہے ہیں۔ حالانکہ خوب جانتے ہیں۔ کہ خود ان کے مشاہیر اور بزرگ بھی مثل

ہمارے ان کرشن جی والد مکرم شری رام چند جی وغیرہ وغیرہ بہت سی بیویاں ایک ہی وقت میں حرم میں رکھتے رہے ہیں۔ اگر یہ طریق عمل منوع اور خلاف تعلیم دیدہ ہوتا۔ تو یہ مشاہیر اور بزرگان ہندو کیوں ایسا کرتے۔ اگر ہم بھی چاہیں تو بہت سے منوف رنگیوں کی عملی زندگی پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ لیکن ہمیں ہمارا مذہب یہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ جذبہ طیش سے محرک ہو کر سندوں کے بزرگان اسلاف کو برا بھلا کہہ کر خواہ وہ کتنا ہی حق و حقیقت پر مبنی کیوں نہ ہو۔ اس عامہ میں خلل انداز ہوں۔ ایک حد تک ہم صبر سے کام لیں گے۔ اگر خوشیہ آریوں نے ہمارے صبر کا جائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تو پھر ہم پر بھی لازم ہو جائے گا۔ کہ ہم مخالف اس کا اپنا گھر دکھائیں۔ تاکہ اسے یہ بخوبی معلوم ہو سکے۔ کہ تیش محل پر پیٹھ کر مضبوط قلعوں پر تنگ باری کرنا کس قدر گراں پڑتی ہے۔

یہ کون نہیں جانتا۔ کہ رنگیلا ہمارے ان کرشن جی رنگیلا بیاس جی۔ رنگیلی شری پتی دوپدی جی۔ رنگیلی جو جن گندھار جی۔ اور رنگیلی ہمارا بیسیا جی کا رنگیلا پن بد شرع و بط بیان کر سکتے ہیں۔ اور یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ مشاہیر ہندو کے رنگیلا پن کی حدود یہ وسعت رکھتی ہیں۔

پر تباہ لاہور نے کسی پرچہ میں رسالہ زیر بحث پر دیو دیو کرتے یہ لکھنا تھا۔ کہ ہر ایک قوم کے بزرگان ملت اور مشاہیر مذہب کی تاریخ اور سوانح سے دوسری قوم کو واقف ہونا ضروری ہے۔ اگر ہم بھی ان بزرگان ملت ہندو کی رنگیلی پن کو لکھ کر شائع کریں۔ تو کیا ہمارے محترم پرتاب اسی قسم اور اسی کشادہ دلی سے ان کا بھی دیو دیو کریں۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ ہاتھ لگا دیا جی نے اس رسالہ زیر بحث پر دیو دیو کر دیا ہے۔ کیا اڈیٹر پرکاش اس دیو دیو سے کچھ فائدہ اٹھائیگا۔

(ایک لمحہ)

سکھ مذہب کا تعلق اسلام سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بادا نانک کی عقیدت آنحضرت پر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تمام دنیا خداوند تعالیٰ سے بیگانہ اور فسق و فجور میں مبتلا تھی۔ اگر ہندوستان میں بتوں کی پوجا کی جاتی۔ اور دام مارگ مت کے ذریعہ علاقہ نشی و فجور اور بدکاری کا بازار گرم تھا۔ تو عرب کی حالت اس سے بھی زیادہ قابل رحم تھی۔ وہاں علاوہ بتوں کی پوجا کے وہی آدمی قوم میں زیادہ بار سونے اور انیس شمار کیا جاتا تھا۔ جو پانی کی طرح شراب پیتا ہو۔ اور حیوانوں کی طرح زنا کرتا ہو۔ اور وحشی دزدوں کی طرح ظالم و سفاک ہو۔ خود کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر فوراً سے قبل کل دنیا ظلم و فسق اور بدکاری کا اکھاڑہ بنی ہوئی تھی۔ حضور مقبول مدہا روحی کی توت جاذبہ مقناطیسی اثر پاک و اطہر نمونہ نے دنیا کو فسق و فجور ظلم و جور۔ بدکاری و گنہگار وغیرہ کے تحت اثری سے نکال کر پاکیزگی اور طہارت اٹاری پر لا کر کھڑا کیا۔ جہاں پہلے یا تح وقت شراب کے دور چیتے تھے۔ وہاں اللہ اکبر کے نعرے سے بدو بھر گونج اٹھا۔ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت کا یہ اونے اس کا شرمہ تھا۔ ہندوؤں اور سکھوں کے واجب الاحرام گورو بادا نانک صاحب نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت کا مطالعہ کیا۔ تو آب دن و جان سے خدا ہو گئے۔ جیسا کہ اب گرنہ صاحب آدھیچھ ٹاسار صعبہ ۱۲ میں فرماتے ہیں۔

پیر پیر سالک شہد۔ اور شہید
شیخ متنازع قاضی طلال درویش رسید
برکت ننگی اگلے جو پڑھتے رہن درود
مطلب۔ حضرت بادا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ جس قدر پیر پیغمبر۔ سالک اور شہداء اور شیخ متنازع اور تاجہ سالک و درویش وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان کے

اللہ تعالیٰ کے حضور وہی بابرکت ہیں جو درود شریف یعنی اللہم صل علی محمد وعلیٰ محمدیہما صلیت علیٰ ابراہیم وعلیٰ ابراہیم اللہ حمید مجید کا درود کرتے رہتے ہیں۔ اب خدا را غور کرو۔ اس طرح درود کی تائید کرنے والے اور درود شریف کو اللہ تعالیٰ کی برکات و انوار کا جاذب کہنے والے کے متعلق ہم ایک منٹ کے لئے بھی یہ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ وہ نعوذ باللہ مسلمان نہ تھے۔ ان کھلی شہادتوں سے انکار کرنا قطعی مشکل ہے۔ خدا را غور کرو۔ نماز روزہ۔ قرآن مجید اور درود شریف سے ایسی خاص اور بے لاگ محبت رکھنے والے اور درود شریف کو تمام برکات و انوار کا جاذب کہنے والے کے لئے کبھی ایک طرفۃ العین کے لئے بھی یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ نعوذ باللہ اسلام سے تعلق نہ رکھتا تھا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ پھر اسی پیر نہیں ہے۔ آگے چلکر گرنہ صاحب کا ایک زبردست شلوک ہے۔ جو نہایت آسانی سے ان تمام شک و شبہات کو دور کرتا ہے۔ اور حضرت بادا صاحب کا اسلام نہایت ہی صفا کی اور عمدگی سے ایک حق کے دلدادہ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ چنانچہ گرنہ صاحب صفحہ ۲۹ میں یہ لکھا ہے۔

اٹھ پر بوندے رہن کھادان سندھ رسل
دورخ بوندے کیوں رہن جاں چت آدھوسل
مطلب۔ وہی لوگ یہ وقت رکھوں میں مبتلا اور گردان رہتے ہیں۔ اور حد سے زیادہ تکلیف کھاتے ہیں۔ اور وہی تو اپنے آپ کو دورخ کے سر دگرتے ہیں۔ جو رسول کو یاد نہیں کرتے۔ اب دیکھو یہ کیا داغ اور کھلی کھلی شہادت ہے۔ ہم نہیں سمجھتے۔ کہ شہادت سے بڑھ کر اور اور کوئی شہادت ہو سکتی ہے۔ کیا حضرت بادا صاحب نے ہمیں یہ بھی شلوک کہا ہے۔ کہ وہ لوگ تکلیف اور مصائب میں سرگردان رہتے ہیں۔ اور ہاں اور تاجہ سالک و پیر کو یاد نہیں کرتے۔ حال تمام

گرنہ اور جنم ساکھی ٹٹو۔ اور ارق گردانی کرو۔ آپ ہرگز ہرگز کوئی ایسا شلوک نہیں یاد گئے۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں۔ آگے اور ملاحظہ فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض اور صفائی قلب کے متعلق حضرت بادا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۳ میں لکھتے ہیں۔

یہ تان پیر پیغمبروں جبرائیل سے کیا۔ اور انہاں پڑ دے وچ پیغمبر نال خداوند تعالیٰ سے گلاں ہو یاں۔ اور پڑ دے وچ خدا دی شہیدہ سدھی نال آواز ہوئی۔ اسی پیغمبر میری تیری شبہہ نہیں توئی میری شبہہ ہیں۔ تان تے اپنے روپ دی صورت سب جگہ ہے۔ مگر صاف شیشے وچ نظر آوندی ہے۔ اسی طرح میں سب جگہ یاں اور تیرا آئینہ صاف ہے۔ اور تیرے وچ میری شبہہ نظر آوندی ہے۔

خیال فرمائیے۔ اس جگہ حضرت بادا نانک صاحب نے کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت اور طہارت اور صفائی کو آشکارا کیا ہے۔ عبارت بالکل صاف ہے۔ جس کا لفظی ترجمہ بدوں کسی تفسیر تان کے یہ ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل نے کیا۔ پردہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خداوند تعالیٰ سے کلام ہوا۔ اور پردہ میں خداوند تعالیٰ کی صورت نظر آئی تھی۔ تو پھر آواز ہوئی پیغمبر میں تیری صورت نہیں۔ بلکہ تو میری صورت ہے۔ یعنی تو میری محبت کے رنگ میں اس طرح رنگین ہے۔ جس طرح آگ اور لوہا ایک ہو جاتا ہے۔ اگرچہ میری صورت تو سب جگہ ہے۔ مگر تمہارا قلب بالکل صاف و شفاف اور مطہر ہے۔ اس لئے میری صورت آپ کے مصفا اور شفاف آئینہ سے ہی صاف اور عمدہ نظر آتی ہے۔ جانے غور ہے۔ بادا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خداہ روحی کی صورت خدا کی صورت۔ گویا اس کو ماننا

خدا کو ماننا ہے۔ اس۔

گوگو کی مونیوں کی سرسبز بہت منجھوت

ایسے کہ یہ علم طب کے بادشاہ حضرت مولانا نور الدین صاحب کا مجرب نسخہ ہے۔ جس میں مونی میرد وغیرہ قیمتی ادویہ اور دوا اثر اشیا درج ہیں اور جو ضعف بھر بکھرے غبار و پتھر جلیں بھولا۔ حالہ۔ پانی بننا۔ دھند۔ غبار۔ انداز۔ موتیا مند۔ غرض کہ آنکھوں کی حملہ بیماریوں کیلئے اکیر ہے ایک لگانا اور اتھال سے عینک کی حاجت نہیں رہتی۔ قیمت فی ٹوڈی علاوہ محصولہ ایک۔ تصدیق کے ایک تازہ شہادت ملاحظہ ہو۔

افسر شفا خانہ جات کی شہادت۔ مولانا المدم میر محمد اسحاق صاحب سابق افسر شفا خانہ جات انگریزی دیوانی قادیان حال سیر پر و فیروز احمدیہ کالج لکھنؤ میں کچھ لکڑوں کی شکایت مدت سے رات کو کتاب کے مطالعہ سے غارتش جلیں۔ پانی بننا۔ یہ عوارض دور ہو کر جاتے تھے۔ مگر محی خباب شیخ محمد یوسف صاحب کے مونیوں کے سرمہ سے مجھے بہت فائدہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب موصوف کو جزا و خیر عطا فرمائے۔ صلئے کا پتہ شیخ کارخانہ مونیوں کا سرمہ دفتر نور۔ قادیان ضلع گورداسپور

علمی ٹوٹ

آج کل نور کا فنڈ بہت کمزور ہے۔ ہذا صرف تھوڑی عرصہ کیلئے حسب ذیل موکرہ آلات اہم اکتب کاسٹ جس نے آرہی سماج کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ بجائے پتھر کے پتھر اور ۱۲ محصولہ ٹراک کل پتھر کو ملے گا۔ ہندو دیرم کی حقیقت۔ آرہی مذہب کی حقیقت۔ پیر و فیروز احمدیہ کا جواب۔ ہندو دیرم و سوراہ۔ وید و قربانی۔ قرآن مجید اور وید۔ باوانانک کا مذہب۔ ست اوپریش۔ سکھ و افان اذان کا گوردھشی ترجمہ۔ گوردکی بانی۔ مسلمانوں کے احکام سکھوں پر۔ حضرت مسیح موعود کا ذکر جو کہ جھوک جہدی۔ جلدی درخواست کریں۔ پھر یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا۔ صلئے کا پتہ شیخ۔ مینجر نور۔ نور بلڈنگ۔ قادیان ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

گیا مینیوں کا گھبراہٹ تھا۔ اس کے چار منہ تھے۔ ایک سے رنگ۔ دوسرے سے پتھر تھیرے۔ تیسرے سے نام۔ چوتھے سے اٹھ و وید کا غلو و پتھر۔ اور اسی نے ریشیوں کو ویدوں کا گھبراہٹ دیا۔ گویا سندرہوں کے نزدیک مخلوقات میں سب سے بلند درجہ برہما کا ہے۔ اور اس کے بعد روشن اور دیش سندرہوں کے ٹکے دیوتا مانے جاتے ہیں۔ ویسے تو سندرہوں کے ۳۳ کروڑ دیوتا ہیں۔ مگر ان میں سب سے بڑا برہما اور اس کے بعد روشن اور ہمیش کا درجہ ہے۔ مگر حضرت بادا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ برہما اور روشن اور ہمیش ان تین اکابر دیوتاؤں کی سب خوبیاں جو ان میں الگ الگ تھیں وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی میں ایک جگہ جمع تھیں۔ چنانچہ جنم ساکھی بھائی بالا کلال صفحہ ۲۰۶ سطر ۱۲ میں لکھا ہے :-

اول خود خدا کی قدرت نور کھائے
برہما۔ روشن۔ ہمیش تین پھر قدرت لئو بنائے
راجس۔ ساکسا تاسی ایسا گن ات کین
تینوں مل غلیظ ہوئے تانتے بھی زمین
اول آدم ہمیش ہوئے دو جا برہما ہوئے
نیجا آدم ہما دیو محمد کے سب کوئے

اس جگہ بادا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ برہما۔ روشن۔ ہمیش اور ہما دیو جو سندرہ صاحبان کے نہایت ہمارد اور نہایت عظیم الشان دیوتا ہو گزرے ہیں۔ حضرت بادا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ان تمام چہا پرشوں ہما تمول ہما گیا مینیوں کے صفات جمع تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع صفات کاملہ تھے۔ اس سے آپ اندازہ کر لیں۔ کہ حضرت بادا صاحب کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ روحی پر کیسا زبردست ایمان تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف بنی اسرائیل کے انبیاء کی کل صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع تھیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا کے چہا پرشوں ہما ریشیوں اور ہما گیا مینیوں کے صفات اپنے اندر لئے ہوئے تھے :-

کہ روشن خدا کے روشن اگرچہ اللہ تعالیٰ پر نور حاضر و ناظر ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آنحضرت صاف و شفاف اور مطہر ہے۔ اس لئے اس میں خدا تعالیٰ کی صورت صاف دکھائی دے رہی ہے۔ اور جو شخص خدا کے روشن کرنا چاہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف و شفاف آئینہ ہما سے خدا کے روشن کر سکتا ہے :-

اب حضرت بادا صاحب کا ارشاد صاف ہے۔ کہ اس وقت اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کو حاصل کرنا چاہے۔ خدا کی معرفت سے فیضیاب ہونا چاہیے۔ تو اس کی ایک ہی راہ ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلے۔ اور کوئی راستہ اس وقت خدا تک پہنچنے کا نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دل اس قدر صاف اور شفاف ہے۔ کہ اسی کے ذریعہ ہی خدا کی زیارت ہو سکتی ہے۔ اور سب شے بے نور اور دھندلے ہو چکے ہیں۔ اب اس جگہ حضرت بادا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ صرف دین اسلام پر چل کر ہی نجات ابدی اور بہشت بریں اور خدا کی رضا جوئی حاصل ہو سکتی ہے۔ ورنہ اور سب راہیں بند ہو چکی ہیں :-

ہم اس امر کو نہایت اہم لگے سے آشکارا کر چکے ہیں۔ کہ حضرت باوانانک صاحب کے دل میں اسلام کی کیمی عزت تھی۔ اور آپ کس طرح اسلام پر گویہ ہوئے ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ کا دل کس طرح عزت و عظمت کو بھر پور تھا۔ اب اور ملاحظہ فرمائیے :-

ہندوؤں کے نزدیک تمام دیوتاؤں سے بڑا دیوتا برہما ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ اس وقت زمین پر کچھ نہ تھا۔ مگر برہما تمام دنیا سے پہلے برہما پیدا ہوا۔ چاروں ویدوں کا گھبراہٹ سب سے پہلے برہما پر انرا۔ تمام پران اور شاستر اس امر پر متفق ہیں۔ کہ سرشٹی میں سب سے اول برہما کا ظہور ہوا۔ برہما تمام دیوتاؤں کا چہا دیوتا۔ تمام ریشیوں کا چہا رشی۔ تمام سوامیوں کا سوامی تمام

ہندوؤں کو مسلمان بنانے کی آسان ترکیب

یہ ہے۔ کہ آپ حسب ذیل کتاب میں معتمد جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور سائنس سولڈر سنگھ جو سوتیلوں کے مول بھی سستی ہیں نہ صرف خود پڑھیں۔ بلکہ ہندوؤں کو بھی پڑھ کر سنا لیں۔ اور ان میں کثرت سے مفت تقسیم کریں۔ ان قابل قدر کتابوں کے مطالعہ سے بہت سی سعید ارواح دولت اسلام سے مالا مال ہو چکی ہیں۔

آریہ مذہب کی حقیقت
 آریوں میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ (۱) آریہ مذہب میں مکتبی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگروی (۳) مختلف مذاہب کے بادلوں کے متعلق آریوں کی خطرناک ہرزائی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوک اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوک اور قانون (۶) ویدوں میں جدائی و قتال کی خطرناک تعلیم۔ (۷) کیا آریں وید لہائی ہے۔ (۸) آریہ سماج کے مہروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر۔ (۱۰) اندرونی سیر کا کچھ اور نظارہ (۱۱) ویدک ایٹور کے کارنامے (۱۲) تناسخ کا بودین (۱۳) پنڈت دیانند کاسنیاس علی کوٹی پر دم (۱۴) آریں کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۵) آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے یا ایک سیاسی گروہ (۱۶) روح اور مادہ کی ازیت کا رد (۱۷) آریہ سماج کا رجحانوں کی قومیت پر خطرناک حملہ۔ گویا اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا حقیقی نکال کر رکھ دیا گیا ہے قیمت صرف ہندو دھرم کے متعلق بہت ہی کم ٹریجر میا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اسلام کے نسبتاً زیادہ قوی ہیں۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس سحر کر آثار اکتاب میں حسب ذیل مضامین درج ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید لہائی ہیں۔ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم۔ (۵) ست جگ کے اوتاروں کے کارنامے (۶) ایٹور جھیلی کے روپ میں (۷) ایٹور اصل انسان اور اصل جیوان کے روپ میں (۸) ایٹور سور کے روپ میں (۹) ایٹور کچھو کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایٹور یا ورنے کے روپ میں (۱۲) ایٹور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دو ابر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو ویدوں کی شہادتیں۔ ان مضامین پر آپ ایک نظر ڈالنے سے ہی اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ کتاب کی قدر زبردست معلومات پر مبنی ہے۔ ہندوؤں کے کل گرتھ جو نیرا اور اقی پر مشتمل ہیں اور آج تک مسلمانوں کے کانوں تک ان گرتھوں میں درج شدہ مضامین کی جھلک

ہندو دھرم کی حقیقت
 آج تک مسلمانوں کی طرف سے اس مذہب کے متعلق بہت ہی کم ٹریجر میا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اسلام کے نسبتاً زیادہ قوی ہیں۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس سحر کر آثار اکتاب میں حسب ذیل مضامین درج ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید لہائی ہیں۔ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم۔ (۵) ست جگ کے اوتاروں کے کارنامے (۶) ایٹور جھیلی کے روپ میں (۷) ایٹور اصل انسان اور اصل جیوان کے روپ میں (۸) ایٹور سور کے روپ میں (۹) ایٹور کچھو کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایٹور یا ورنے کے روپ میں (۱۲) ایٹور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دو ابر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو ویدوں کی شہادتیں۔ ان مضامین پر آپ ایک نظر ڈالنے سے ہی اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ کتاب کی قدر زبردست معلومات پر مبنی ہے۔ ہندوؤں کے کل گرتھ جو نیرا اور اقی پر مشتمل ہیں اور آج تک مسلمانوں کے کانوں تک ان گرتھوں میں درج شدہ مضامین کی جھلک

تک نہ پڑی تھی۔ اس کتاب میں ان گرتھوں کا بخوبی نکال کر رکھ دیا گیا ہے۔ یہ کتاب ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت چھ روپے

آریہ مذہب کی حقیقت
 آریوں میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ (۱) آریہ مذہب میں مکتبی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگروی (۳) مختلف مذاہب کے بادلوں کے متعلق آریوں کی خطرناک ہرزائی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوک اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوک اور قانون (۶) ویدوں میں جدائی و قتال کی خطرناک تعلیم۔ (۷) کیا آریں وید لہائی ہے۔ (۸) آریہ سماج کے مہروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر۔ (۱۰) اندرونی سیر کا کچھ اور نظارہ (۱۱) ویدک ایٹور کے کارنامے (۱۲) تناسخ کا بودین (۱۳) پنڈت دیانند کاسنیاس علی کوٹی پر دم (۱۴) آریں کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۵) آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے یا ایک سیاسی گروہ (۱۶) روح اور مادہ کی ازیت کا رد (۱۷) آریہ سماج کا رجحانوں کی قومیت پر خطرناک حملہ۔ گویا اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا حقیقی نکال کر رکھ دیا گیا ہے قیمت صرف ہندو دھرم کے متعلق بہت ہی کم ٹریجر میا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اسلام کے نسبتاً زیادہ قوی ہیں۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس سحر کر آثار اکتاب میں حسب ذیل مضامین درج ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید لہائی ہیں۔ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم۔ (۵) ست جگ کے اوتاروں کے کارنامے (۶) ایٹور جھیلی کے روپ میں (۷) ایٹور اصل انسان اور اصل جیوان کے روپ میں (۸) ایٹور سور کے روپ میں (۹) ایٹور کچھو کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایٹور یا ورنے کے روپ میں (۱۲) ایٹور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دو ابر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو ویدوں کی شہادتیں۔ ان مضامین پر آپ ایک نظر ڈالنے سے ہی اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ کتاب کی قدر زبردست معلومات پر مبنی ہے۔ ہندوؤں کے کل گرتھ جو نیرا اور اقی پر مشتمل ہیں اور آج تک مسلمانوں کے کانوں تک ان گرتھوں میں درج شدہ مضامین کی جھلک

آریہ مذہب کی حقیقت
 آریوں میں تبلیغ کے لئے بے نظیر کتاب جو حسب ذیل مضامین پر مشتمل ہے۔ (۱) آریہ مذہب میں مکتبی کا دروازہ بند (۲) آریہ مذہب کی تنگروی (۳) مختلف مذاہب کے بادلوں کے متعلق آریوں کی خطرناک ہرزائی (۴) آریوں کا مسئلہ نیوک اور انسانی غیرت (۵) مسئلہ نیوک اور قانون (۶) ویدوں میں جدائی و قتال کی خطرناک تعلیم۔ (۷) کیا آریں وید لہائی ہے۔ (۸) آریہ سماج کے مہروں کی حالت (۹) ویدوں کی اندرونی سیر۔ (۱۰) اندرونی سیر کا کچھ اور نظارہ (۱۱) ویدک ایٹور کے کارنامے (۱۲) تناسخ کا بودین (۱۳) پنڈت دیانند کاسنیاس علی کوٹی پر دم (۱۴) آریں کتب میں شدھی کا دروازہ بند (۱۵) آریہ سماج مذہبی سوسائٹی ہے یا ایک سیاسی گروہ (۱۶) روح اور مادہ کی ازیت کا رد (۱۷) آریہ سماج کا رجحانوں کی قومیت پر خطرناک حملہ۔ گویا اس کتاب میں آریوں کی کل کتابوں کا حقیقی نکال کر رکھ دیا گیا ہے قیمت صرف ہندو دھرم کے متعلق بہت ہی کم ٹریجر میا کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ اسلام کے نسبتاً زیادہ قوی ہیں۔ اس لئے اس قابل قدر کتاب نے ایک بڑی بھاری تبلیغی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس سحر کر آثار اکتاب میں حسب ذیل مضامین درج ہیں۔ (۱) ویدوں کی حقیقت (۲) کیا وید لہائی ہیں۔ (۳) ہندوؤں کا مسئلہ اوتار (۴) اوتاروں کی تقسیم۔ (۵) ست جگ کے اوتاروں کے کارنامے (۶) ایٹور جھیلی کے روپ میں (۷) ایٹور اصل انسان اور اصل جیوان کے روپ میں (۸) ایٹور سور کے روپ میں (۹) ایٹور کچھو کے روپ میں (۱۰) تریتا جگ کے اوتار (۱۱) ایٹور یا ورنے کے روپ میں (۱۲) ایٹور کلہاڑے والے کے روپ میں (۱۳) رام اوتار (۱۴) دو ابر جگ کے اوتار (۱۵) کرشن اوتار (۱۶) بدھ اوتار (۱۷) ضرورت اسلام پر سوامی دیانند کی شہادت (۱۸) مذہبی رواداری اور برکات اسلام پر ہندو ویدوں کی شہادتیں۔ ان مضامین پر آپ ایک نظر ڈالنے سے ہی اس امر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ یہ کتاب کی قدر زبردست معلومات پر مبنی ہے۔ ہندوؤں کے کل گرتھ جو نیرا اور اقی پر مشتمل ہیں اور آج تک مسلمانوں کے کانوں تک ان گرتھوں میں درج شدہ مضامین کی جھلک

دہاتہم شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضواء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر نیرخ محمد یوسف پرنٹر پریس قادیان سے شائع ہوا